

تاریخ و نسیئر

اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشیٰ کا کردار

پروفیسر محمد لیں مظہر صدیقی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن و حکم سے قریشی عوام و خواص کے ستائے ہوئے مسلمانان مکہ نے سرز میں جب شہ کی طرف بھرت کی۔ کیونکہ وہ بفرمان نبوی ارضِ عدل و صدق، تھی اور اس کے عادل حاکم نجاشیٰ کے ملک میں کسی پر ظلم و جرنیں کیا جاتا تھا، حالاں کہ وہ ایک غیر عرب ملک تھا، جو بحر احمر کے پار افریقہ میں واقع تھا اور اس کا حاکم عقیدہ و مذہب کے لحاظ سے عیسائی تھا۔

قدیم ترین سیرت نگاروں کے سرخیل ابن اسحاق نے بلا سند یہ فرمان نبویٰ نقل کیا ہے:

”تم لوگ سرز میں جب شہ میں چلے جاؤ۔ وہاں ایک ایسا باڈشاہ ہے جس کے یہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ وہ پاک سرز میں ہے۔ وہاں اس وقت تک رہ جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے معاملے میں کوئی کشادگی نہ پیدا کر دے۔“

اس حدیث کے دوسرے اطراف بھی ہیں، جو دوسری کتب سیرت و حدیث میں موجود ہیں۔ ابن اسحاق کی روایات کے ایک اہم خوشہ جیں ابن سید الناس نے ان میں سے ایک کو بیان کیا ہے اور وہ امام عبدالرازاق کے ہاں روایت ہے۔ بخاری کی بحث ”بُحْرَةُ الْجَبَّةِ“ کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کا دوسری طرف مختلف الفاظ میں ابن اسحاق جیسا ہی نقل کیا ہے۔ امامان حدیث و سیرت اور ان کے شارحین کرام نے اس حدیث نبویٰ پر بحث کی ہے اور نہ اس کے مأخذ و سرچشمہ کا والہ دیا ہے۔ بہر کیف یہ واضح ہے کہ وہ وحی الہی اور ہدایت ربیٰ پر منی فرمان تھا، کیوں کہ آپؐ کی احادیث بھی قرآنی وحی کی طرح وحی ربانی ہوتی تھیں۔ ظاہری طور پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رسول اکرمؐ اپنی حکمت بالغہ سے مختلف امصار و دیار اور ان کے اکابر کے بارے میں واقفیت رکھتے تھے۔

مکی مسلمانوں کی بحث

نبوت کے پانچویں اور چھٹے سال مختلف قریشی خاندانوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۱۰۰ مسلمان مختلف مرحلوں میں جب شہ کو ہجرت کر گئے۔ ان میں بیش تر نوجوانان قریش تھے، جن میں کنوارے بھی تھے اور شادی شدہ بھی، جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ مامون ملک میں پناہ لینے لگے تھے۔ ان کی حفاظت کی خاطر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ جب شہ نجاشی کو فرمان نامہ بھی ارسال فرمایا تھا، جس میں ان کو قریشی مظالم سے بچانے کا مضمون تھا۔

روایات کے مطابق بنو هاشم و بنو مطلب کے شیخ اور رسول اکرم کے چچا ابوطالب بن عبد المطلب ہاشمی نے بھی بعض خطوط لکھے تھے۔ مہاجرین جب شہ کے بیانات کو رسول اکرم کے فرمان وی آمیز نے مستند کیا تھا اور خطوط ابوطالب نے ایک شیخ مکہ کی درخواست سے اس کو مزید سیاسی اور سفارتی تقویت پہنچائی تھی۔ کلی مہاجرین جب شہ کی ایک پڑوی ملک میں سکون واطینان کی زندگی اور اپنے دین و مذہب کے مطابق عبادت گزاری، وہ مرن اکابر قریش کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ انہوں نے قوی محل میں بحث و فیصلہ کے مطابق پناہ گزیں ایلی مکہ کو جب شہ سے واپس لانے کا منصوبہ بنایا اور زیرک و حکیم سفارت کاروں کے وفد بھیجے۔

حضرت عمرو بن العاص سہی، جو دور جاہلی میں اپنی حکمت و دانش اور سفارت کاری کے داد پیچ اور سیادت و سیاست کے فن کے ماہر تھے، وہی سربراہ و فورر ہے تھے، مگر ان کے تمام سماجی، دینی، علاقائی اور سفارتی کارناموں کا نتیجہ صفر ہا اور وہ پناہ گزیںوں کو واپس لانے میں ناکام رہے۔ ان کے بعض ارکان و فدا اور مکہ کر کمہ کے بہت سے اکابر و شیوخ مظالم کے خلاف بھی تھے اور پناہ گزیں مہاجرین کے خلاف سخت اقدامات کے مخالف بھی کہ وہ بہر حال ان کے اپنے عزیز و قریب تھے اور ان سے خون و فرابت کے گہرے رشتے تھے، کیا ہوا کہ وہ جدادین رکھتے تھے۔

نجاشی کا حکیمانہ عدل و انصاف

غريب الوطنی، عزیزوں اور رشتہ داروں سے مفارقت اور مقامی لوگوں کے استہزا وغیرہ کا مداوا کوئی حکومت نہیں کر سکتی۔ طاقت و حکومت کے ذریعے قانون بنایا اور نافذ کیا جاسکتا ہے اور نجاشی نے وہ کیا بھی، لیکن سماجی خوف اور پریشان حالی کے لیے کچھ نہ کر سکے۔ نجاشی نے بہر حال

تو انین کے ذریعے مہاجرین جبکہ حفاظت کے ساتھ سماج غیر میں مہذب سلوک کی جدوجہد بھی کی۔ قانونی طور سے ان کا ایک عادلانہ کام یہ تھا کہ اگر کوئی حصی یا عیاسی شہری مسلم مہاجرین میں سے کسی کو کسی قسم کی اذیت دے گا تو اسے چار درہم جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ غالباً اس کے بعد بھی زبانی تعذیب اور سماجی طفرو تشنیع کا سلسلہ کی حد تک جاری رہا تو مہاجرین کی درخواست پر کہ یہ رقم جرمانہ روک تھام میں ناکافی ہے، نجاشی نے اسے دو گناہی آٹھ درہم کر دیا۔ یہ تدبیر خاصی موثر رہی۔

تاہم غیر ملک میں مہاجرین جبکہ ساتھ بیگانگی اور سردمہری کا جو سلوک ہوتا رہا، وہ بھی سوہاں روح تھا، جیسا کہ حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی کی وجہ مہاجرہ حضرت اسماء بن عمیسؓ کا بیان صحیح بخاری وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ حکومتی اور انتظامی سطح پر بہر حال حضرت نجاشی نے ایک دوسرا حکم جاری کیا کہ مہاجرین جبکہ ساتھ کے لیے کھانے اور کپڑے کا انتظام سرکاری خزانے سے کیا جائے: امر لَنَا بِطَعَامٍ وَكِسْوَةٍ جیسا کہ ابن کثیر نے حافظ ابویحیم کی دلائل النبوة کی بنا پر لکھا ہے۔ سرکاری کفالت کا یہ اقدام صرف اس بنا پر کیا گیا کہ حکم راں مہرباں اور عادل تھا اور مقامی آبادی کی اکثریت بے نیاز و بے مردود تھی۔

مہاجرین کو تجارتی مراعات

قدمیم جاہلی دور سے قریشؓ مکہ اور دوسرے طبقات اور خاندانوں کے جبکہ سے گھرے تجارتی تعلقات چلے آرہے تھے۔ وہ کمی دور نبوی میں بھی جاری رہئے اور قریشی اکابر اور کمی سوداگر برادر عرب جبکہ تجارت کے باہمی کاروبار میں مشغول رہے تھے۔ عربی اور قریشی تاجر ہر سال کے ہر زمانے میں جبکہ تجارت کے لیے مسلسل آتے رہتے تھے، کیوں کہ وہ ان کی خاصی اہم تجارتی منڈی تھی۔ یہاں تک کہ جب قریشی وفد اور ان کے اشراف و سفارت کار مہاجرین جبکہ ساتھ لے گئے اور خرونچ کے مقصد سے گئے تو سامان تجارت ساتھ لے گئے۔

یہ دراصل قریشی اور عرب تجارت کا ایک اصول و دستور تھا کہ جنگ و امن کسی بھی موقعے پر تجارت اور کاروبار کو نہیں بھولتے تھے۔ جبکہ میں کمی سامان تجارت میں چھڑے کے سامان۔ کھالوں اور دوسری مصنوعات۔ کی بڑی مانگ تھی اور وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں لاتے تھے۔ اسی طرح جبکہ تاجر و کاروباری عرب کی مختلف منڈیوں، خاص کر مکہ اور طائف کے قرب و جوار کے علاقوں

میں مختلف سامانی تجارت لاتے تھے۔ روایات سیرت مهاجرین جب شہ کی تجارتی سرگرمیوں اور ان کی شاہی حافظت و مراعات کے بارے میں خاموش ہیں، لیکن دوسرے سماجی شواہد اور دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ مهاجرین جب شہ کی اتنی بڑی تعداد متوں تک محض مراحم خسروانہ پر زندہ نہیں رہی تھی۔ اول تو حکومتی وظائف کھانے کپڑے ہی کا مستقل بارہہ سنبھال سکتے تھے، تو دوسرے اخراجات و ضروریات کے لیے کیا سامان کفالت کرتے۔ دوسرے تمام مهاجرین جب شہ قریشی اشراف خاندانوں کے جوان و خوددار افراد تھے اور اپنی کی زندگی میں تجارت و کاروبار میں مقام بننا پچکے تھے۔

قیاس ہے کہ وہ اپنی مهاجرت کے زمانے میں اپنی ضروریات کی تکمیل کا روبرو تجارت سے کرتے تھے اور ملکی تجارت میں حصہ لیتے تھے۔ اس پر ابھی تحقیق باقی ہے، مگر بھرت مدینہ کے بعد مهاجرین مکانصار کے بے مثال ایثار کے بعد جس طرح تجارت و کاروبار کرنے لگے تھے، اسی طرح وہ بھرت جب شہ کے قیام کے زمانے میں بھی ضرور کرتے رہے ہوں گے۔ اس قیاس کو تقویت اس سے ملتی ہے کہ متعدد مهاجرین جب شہ نے بعد میں بھرت مدینہ کر کے دو ہری مهاجرت کا تجربہ اور اجر و ثواب حاصل کیا تھا، وہ کسی طرح اپنے معاشی معاملے سے زوگردانی نہ کر سکتے تھے کہ وہ ان کے خون میں شامل تھا۔ ان میں: حضرت عثمان بن عفان اموی، عبد الرحمن بن عوف زہری، زید بن عماد عبشی، ابو سلمہ بن عتبہ عبشی، عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی، عثمان بن مظعون حججی، عمر و خالد اسدی، ابو حذیفہ بن عتبہ عبشی، ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی، عثمان بن مظعون حججی، عمر و خالد فرزندان سعید بن العاص اموی رضی اللہ عنہم جیسے تجربہ کار اور ملکی دور میں مسلمہ تجارتیں تھے اور دوسروں کی تعداد بھی کم نہ تھی۔ ان کے علاوہ متعدد حضرات و خواتین صنعت و دست کاری کے پیشے سے وابستہ رہے تھے اور متعدد مهاجرین کا مشغله مزدوری کا رہا تھا۔ قوی امکان ہے، بلکہ قریب قریب وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ مهاجرین جب شہ نے حصول معاش کے روایتی طریقے اپنانے تھے اور حکومت نے ان کو مراعات دی تھیں۔

تحفظِ مهاجرین کا تسلسل

روایات سیرت و تاریخ اور احادیث و آثار کا اتفاق ہے کہ مهاجرین جب شہ کی ایک بڑی تعداد وہاں آباد و مقیم رہی۔ اگرچہ اکابر مکہ کے اسلام لانے کی خبر سن کر ایک بڑی تعداد مکہ مکملہ آئی تھی اور وہاں سماجی تحفظ کے نظام کے تحت بعض سرداروں کے تحفظ و جوار میں اپنے گھروں

اور خاندانوں میں رہنے لگی تھی۔ مہاجرین کی بقیہ تعداد واپس جبše چلی گئی اور شاہ نجاشی نے ان کو وہی تحفظ فراہم کر دیا۔ بعد کے واقعات روایات اور شاہ نجاشی کے عادلات اور خروانہ طریق سے یہ بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان مہاجرین کی آمد و رفت میں حکومت وقت نے مالی یا مادی امداد فراہم کی تھی، جیسے مہاجرین جبše کے آخری انخلاء کے وقت نجاشی نے کشیوں کا انتظام کیا تھا۔ جبše واپس جا کر دوبارہ لئے والے مہاجرین کی تعداد تیس چالیس کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ یہ لوگ وہاں قریب قریب دس پارہ سال مزید مقیم رہے اور ان کے بال بچے پیدا ہوئے، جنہوں نے سماج جبše میں پورش پائی۔ اس میں تعلیم و تربیت اور دوسرے سماجی معاملات بھی شامل تھے۔

حضرت ابو موی اشعریؑ اور ان کے ساتھ اشعری اور دوسری مہاجرین کا ایک نیادست حالات کے ہاتھوں جبše جا پہنچا۔ طوفانی ہوا تھا میں ان کی کشیوں کو مدینہ منورہ لے جانے کے بجائے جبše کے ساحل پر لے گئیں، حالاں کہ وہ بھرت نبوی کی خبر سن کر مدینہ کے قصد سے لٹکے تھے۔ ان کی تعداد کافی تھی۔ بخاری وغیرہ کی روایات کے مطابق حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمؑ کے مشورے پر وہ جبše میں ہی مقیم رہے کہ ان کے لیے بھی اذن نبوی تھا۔ ابن اسحاق وغیرہ نے بھی مہاجرین کے بقیہ افراد کی آخری واپسی کے واقعہ میں ۳۲۳۰ رافراد کے اسماء گرامی خاندان وارگانے ہیں، لیکن ان کے ساتھ نہ حضرت ابو موی اشعریؑ کے ساتھ اشعری اور دوسری مہاجرین جبše کی واپسی بیان کی ہے، نہ ان کے نام لیے ہیں اور نہ ان کی تعداد ذکر کی ہے۔

دوسری روایات اور شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بھی مہاجرین جبše کی تعداد ایک سو کے قریب یا اس سے کچھ زیادہ تھی۔ بھرت نبوی کے بعد کم از کم ڈیڑھ سو مہاجرین جبše کی حفاظت و کفالت اور سرپرستی و کفالت کا منصافتہ کارنامہ نجاشیؑ نے انجام دیا تھا۔ اسی کے ساتھ رسول اکرمؐ کے قاصد خاص حضرت عمرو بن امية ضریؑ اور ان کے قافلہ و فد کی مہمان داری اور ضیافت بھی وہ کرتے رہے تھے۔ بھی اور مدنی دونوں ادوار میں قاصدین نبوی اور دوسرے اسلامی وفود کا مرکز نبوت سے جبše جانا ایک مسلمہ امر ہے اور ان کا دورانیہ بھی خاصا تھا۔ اس پورے دور میں حضرت نجاشیؑ نے اور ان کے بعد ان کے جانشین نے پورے تحفظ و حمایت اور کفالت و سرپرستی کا شان دار کارنامہ انجام دیا تھا۔

اشاعت اسلام کی مساعی

بحث کا دوسرا حصہ جسہ میں حضرت نجاشیؓ کی اشاعت و تبلیغِ دین کی مساعی پر مشتمل ہے، جو ایک طویل مدت تک جاری رہا۔ یہ سنہ ۵-۶ نبوی / ۲۱۵-۲۲۹ عیسوی میں بھرت جشہ کے آغاز سے سنہ ۷/ ۲۲۹ء میں تمام قریشی اور یمنی مہاجرین کی مدینہ واپسی تک تقریباً تیرہ چودہ ہزاروں کا عرصہ ہے۔ یہ کوششیں نجاشیؓ کے فرزند و جانشین نے بھی بعد میں جاری رکھیں۔ ان کے کئی پہلو اور جہات ہیں اور ان سب کے اثرات و متأثرون بھی کافی موثر و تجھہ خیز رہے تھے۔ ان کا ذکر آئندہ سطروں میں ایک مطلق ترتیب سے کیا جاتا ہے۔

اسلام نجاشیؓ

روایات سیرت و تاریخ اور آثار و احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ معاصر اولین نجاشیؓ حضرت اصحابہ بن ابی جہرؓ نے دربار میں حضرت جعفر بن ابی طالبؑ کی تقریر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سننے کے بعد نہ صرف آپؐ کی تصدیق کی تھی، بلکہ اسلام بھی قبول کر لیا تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے اسلام کو چھپایا تھا، تاکہ ان کے مذہبی رہنماء (بطارقة) اور دوسرے امراہ نگامہ نہ کھڑا کر دیں، جب کہ بعض دوسری روایات و احادیث سے حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ حضرت نجاشیؓ اولؓ نے سفیران نبوی کے ذریعے اپنے خطوط و پیغامات میں اور مہاجرین جشہ کے واسطے سے بھی اپنے اسلام قبول کرنے کا ذکر کیا تھا اور خدمت نبوی میں اس کا اقرار و اظہار کرنے کا ولہ دکھایا تھا۔ بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت نجاشیؓ نے امورِ مملکت اور حکم رانی کی مکروہات میں بھتلا ہونے کے سبب بارگاہ نبوی میں حاضری سے معذرت کی تھی، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی عرض کیجی تھی کہ حکم ہو تو سب کچھ تجھ کر کے حاضر خدمت ہو کر

قدم بوسی کروں، تاکہ اسلام کے اثبات کے ساتھ شرف صحبت بھی مل جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اظہار ایمان، اقرار اسلام، تصدیق رسالت، حافظتِ مہاجرین اور کفالتِ پناہ گزین کو کافی سمجھا، ان کو مکہ مکرمہ یا مدینہ آنے کی اجازت یا اذن نہیں دیا کہ اس کے بغیر ہی ان کا کچھ ثابت تھا اور جشہ کی فرمان روائی اور حکومت پر ان کا تصرف غلظیم اسلامی مصالح کا ضامن تھا۔ ان کے جشہ سے مرکبِ نبوت میں آئنے سے بہت سے فوائد و ثمرات

مکی دور کرے و فود جشہ

بعثت محمدی کا واقعہ اہل کتاب میں یہود و نصاریٰ دونوں کے لیے رسول آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارک کی بشارت انبیاء کے وعدہ ربانی کا ایفا تھا۔ ان کی کتب سماوی (تورات و انجلیل وغیرہ) میں اوصافِ محمدی ہی نہیں، خصائص و صفات صحابہ کرام بھی بیان کی گئی تھیں۔ نصاریٰ خاص طور سے رسول کریمؐ کی آمد و ظہور کے منتظر تھے کہ ان کے رسول معظم حضرت عیسیٰ نے اپنے بعد احمدؐ کی نبوت و رسالت کی بشارت دی تھی۔ روایات سیرت و حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر جلد ہی عام ہو گئی تھی۔ مکرمہ، یثرب وغیرہ کے نصاریٰ اور ان کے احبار و علماء نہ صرف اس خبر و واقعہ سے واقف ہو چکے تھے، بلکہ کئی نے آپ کی تصدیق بھی کی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ بعثتِ نبوی کے اوپرین عرصے میں ہی جبše کے نصاریٰ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر مل گئی تھی اور ان کا ایک بیش نفری و فد تحقیق احوال اور زیارت و ملاقات کے لیے بھرت جبše سے قبل مکمل آیا اور مسجد حرام میں آں حضرتؐ سے ملا۔ ان کے علماء اور صاحبان فکر و دانش نے سلام و کلام اور تعارفی بات چیت کے بعد متعدد دینی امور پر بحث و دردا کرہ کیا۔ آپؐ نے ان کے سوالات کے جوابات دیے، ان کو قرآنی آیات سنائیں، چنانچہ وہ آپؐ کی حقانیت سے مطمئن ہو گئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

دوسری روایات اور ان پر اہل علم کی تحقیقات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب شہ کے نصاریٰ کا اولین وفد آپؐ کی خدمت میں بھرت جب شہ کے بعد آیا تھا۔ بہرحال اس کا بھی امکان ہے کہ ایسے دو فوڈ مکہ مکرمہ کے زمانے میں آئے ہوں کہ واقعات کے تعدد کا امکان بتول محمد بن ہمیشہ رہتا ہے۔ تمام اختلافاتِ روایات سے قطع نظر یہ حقیقت مسلم ہے کہ بہ ہر کیف مکی دور میں جب شہ کے نصاریٰ کی

ایک جماعت نے دستِ نبوی پر اسلام قبول کیا تھا۔^{۱۱} ابن اسحاق نے اس وفدِ نصاریٰ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے اور ان کے ضمن میں سورہ قصص کی آیات کریمہ: ۵۲-۵۵ کے نزول کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے نصاریٰ کے اس وفد کے بارے میں یہ خیال کہ وہ نجران سے آیا تھا، غلط قرار دیا ہے اور اس کو 'یقان' کے صیغہ تضعیف سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے مزید بیان کیا ہے کہ مسجد حرام کے صحن میں اکابر قریش کی مجلس میں ان کے حاضرین بھی اس واقعہ کے شاہد تھے اور سخت مضطرب بھی۔ ابو جہل مخزوی حب نظرت برداشت نہ کر سکا تو وفد کے ارکان سے الجھ پڑا اور ان کو سخت سرزنش کی کہ تمہارا وفد بدترین ہے، اللہ تمھیں غارت کرے، تمہارے لوگوں نے تم کو بھیجا تھا کہ اس شخص کے بارے میں خبر لے کر آؤ، لیکن تم اس کی مجلس میں بیٹھے ہی تھے کہ اپنے دین چھوڑ دیا اور اس کا دین قول کر کے تقدیم بھی کی کی۔ ارکان وفد نے صبر و ثبات سے جواب دیا کہ "سلام علیکم، ہم آپ سے اپنی بات پر جہالت بھری بحث نہیں کریں گے، آپ کا موقف آپ کے ساتھ اور ہم نے جو صحیح سمجھا اسے اختیار کر لیا۔" دوسرے سیرت نگاروں نے بھی اس وفد اور اس کے قبول اسلام کے واقعات کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔^{۱۲}

مدنی دور کرے و فود جبše

سیرت نگاروں اور مورخوں نے مدنی عہد نبوی میں صرف ایک اور جبشی وفد کی آمد اور زیارت نبوی کا ذکر کیا ہے۔ روایات کے مطابق یہ وفد میر افراد پر مشتمل تھا اور حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمیٰ کے زیر قیادت مہاجرین جبše کے آخری حصہ کی وطن واپسی پر ساتھ آیا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ سب قدمیں مسلمان تھے، یعنی بارگاہ و رسالت میں حاضری سے قبل اپنے ملک میں ہی اسلام لا چکے تھے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ مدینہ میں زیارت نبوی کے موقع پر آپ کے دستِ مبارک پر اسلام لائے۔ ان دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے۔^{۱۳}

واقعہ تو یہ تھا کہ وہ تمام جبشی افراد پہلے اسلام لا چکے تھے۔ مدینہ حاضری پر انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت اسلام کی۔ یہ تطبیق کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ واقعات قبول اسلام کا ایک خاص فطری، نفسیاتی اور سماجی رحمان ہے، جو بار بار نظر آتا ہے۔ عرب بدوسی قبائل کے افراد کا معاملہ ہو یا خاص مکہ و مدینہ کے افراد کا یا دوسرے دیار و امصار کے افراد و طبقات

کا، وہ اسلام تو دعا و مبلغین کی دعوت پر لاتے تھے اور اپنے اپنے علاقوں میں اسلامی تعلیمات کے خواگر اور عامل بن جاتے تھے۔ ان کی عقیدت و شیفتگی بعد میں موقع ملے ہی کشاں کشاں بارگاہ رسالت میں لے جاتی اور وہ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے۔ اہل سیرت اسے اسلام لانے سے تعبیر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک دستِ نبوی پر اسلام لانا شاید مزید شرف کا نام تھا۔^{۱۴}

دوسرے وفد میں ایک کا حوالہ اسد الغابہ میں ملتا ہے کہ غزوہ بدر کی فتح کے بعد نجاشی اور جبشی امت مسلمہ کو خوشی ہوئی۔ بعض دوسری روایات میں ہے کہ بدر کی فتح کی خوشخبری نجاشی نے اپنے لوگوں کے ساتھ مہاجرین جبše کو سنائی تھی۔ بہرحال اسد الغابہ کے مطابق مسلمانان جبše کے ایک گروہ نے نجاشی سے اجازت مانگی کہ وہ زیارت نبوی کے لیے مدینہ جائیں۔ اجازت ملی اور وہ مرکزِ اسلام حاضر ہوئے۔ وہ وقت غزوہ احمد کا تھا۔ انہوں نے اذن نبوی سے غزوہ احمد میں شرکت کی سعادت پائی۔ ایسے اور بھی وفوڈ ہو سکتے ہیں اور اگر واقعات و روایات ان کی تصدیق نہیں کرتے تو بہرحال اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں کہ کمی اور مدنی دونوں ادوار میں جبشی امت اسلامی کی تشکیل و تعمیر میں مہاجرین جبše، ان کے اپنے مبلغین اور نجاشی کی دعوت و تبلیغ کا خاصاً گھر اثر پڑا تھا اور ان کے سبب سے وقتاً فوقاً حبشی افراد و طبقات اسلام لاتے رہے تھے۔ ان کا ذکر خیر تراجم صحابہ کی کتابوں میں ملتا ہے، جسے مولانا جیب اللہ ندویؒ نے اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ ان کے تجزیہ سے اسلام کی اشاعت کا ایک مرقع بنایا جاستا ہے۔^{۱۵}

حضرت عمرو بن العاص سہمیؓ کا قبول اسلام

قریشی قائدین کے صفت اول کے سالار، سیاست و سفارت کے اعلیٰ جان کار اور قوم و ملت کے مرد حکیم تھے حضرت عمرو بن العاص سہمیؓ، جو مختلف اسباب سے اسلام کے مخالف اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے اور غزوتوں میں مقابلہ آرائی کرتے رہے۔ کمی دور میں ان کی مخالفت اسلام میں سیاست و سفارت کاری اور حکمت و دانش کا مظاہرہ ان قریشی وفوڈ میں ہوا جو مہاجرین جبše کو کسی طرح نجاشی کے عادلانہ نظام سے نکال کر قریشی مظالم کی چکلی میں پینے کے لیے اپنی قوم کے معاذن اکابر کے ساتھ کرتے رہے تھے۔ غزوتوں بدر واحد و خندق میں اپنی فوجی ناکامیوں اور رسول اکرمؐ کی قائدانہ کامیابیوں سے وہ اسی طرح دل برداشتہ ہوئے تھے۔ جس طرح جبše میں اپنی سفارت کاریوں

اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشیٰ کا کردار کے انجام سے۔ اس کے باوجود وہ اسلام کے بارے میں اپنی فکر و دلنش کا رخ صحیح نہیں کر سکے۔ صلح حدیبیہ کے معاهدہ نے ان کو مزید شکست خاطر کر دیا، لہذا وہ گوشہ عزلت میں جاییٹھے اور یہ ان کی ناکامی سیاست کا ایک نشان بن گیا۔ اس گوشہ تہائی میں ان کو ایک خیال سوجھا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ جو شہ جا بیس، تاکہ محمدؐ کے تسلط و غلبہ کے سبب وہ حمایت و حفاظت نجاشیٰ کی بنا پر محفوظ و مامون رہیں۔ اس زمانے میں بھی ان کو اسلام کا غلبہ تو نظر آ رہا تھا، لیکن اس کو قبول کرنا منظور نہ تھا۔

قوی و خاندانی حمایت و تائید سے حضرت عمرو بن العاص سہمیٰ دربار نجاشیٰ میں اس وقت پہنچے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر خاص حضرت عمرو بن امیہ ضمیریٰ اپنے سفارتی وفد کے ساتھ موسوی ووڈتھے، تاکہ بقیہ مہاجرین جبشہ کو واپس مرکز اسلام لے جائیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام جیبہ بنت ابوسفیان اموی رضی اللہ عنہما سے کرا کے ان کو بہ طور ام المومنین رخصت کرا کے مدینہ پہنچائیں۔^{۱۳} دربارِ عام میں حضرت نجاشیٰ کو سفیر نبوی سے محکم کلام دیکھا تو ان کے دماغ میں مخالفت اسلام اور عناصر رسول کا کیرا پھر کابلایا۔ انہوں نے اپنے رفقاء خاص کی تائید و حمایت سے سفیر نبوی کو قتل کر کے قریش کا دل ٹھنڈا کرنے کا منصوبہ بنایا اور دربار خاص اور بارگاہ خلوت میں حضرت نجاشیٰ سے اپنی قدیم دوستی اور دریہ رینہ تعلقات کی وجہ سے جسارت کی اور سفیر نبوی کو بارے قتل مانگ لینے کی درخواست کرڈا۔

نجاشیٰ اس جسارت بے جا پر اتنے غصب ناک ہو گئے کہ ان کے چہرے پر مگا مار کر ان کی ناک لہو لہان کر دی اور ان کو سخت شرم سار کیا۔ نجاشیٰ نے ان کی عقل و فہم سے اپیل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر کو طلب کرتے ہو؟ حالاں کہ وہ پتھر رسول ہیں اور ان کے پاس وہی ناموں اکبر آتا ہے، جو حضرات موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوا کرتا تھا۔ ابھی تک تمہاری فرست اس حقیقت کو نہ پاسکی؟ عالم شرمندگی میں ان کے قلب و نظر سے بغض و عناد کے پردے اُٹھ گئے اور وہ سمجھ گئے کہ اس حق کلی کو تمام عرب و عجم نے جان لیا ہے اور نجاشیٰ نہ صرف معرفت حق سے سرفراز ہیں، بلکہ پتھر رسول پر ایمان بھی لا چکے ہیں۔ معرفت حق کا جلوہ دیکھتے ہی انہوں نے حضرت نجاشیٰ سے رسالت محمدیٰ کی تصدیق چاہی تو وہ فوراً ملی اور اسی کے ساتھ ان کے قلب و روح میں اسلام سما گیا۔ انہوں نے شاہ جبše سے اسلام اور رسالت محمدیٰ پر بیعت لینے کی درخواست کی، جو فوراً قبول

ہوئی اور حضرت عمر بن العاصؓ مسلمان ہو گئے۔

در بارِ خاص میں حضرت عمر بن العاصؓ ہمیں گو خلعت شاہی سے نوازا گیا۔ روایت کا اصرار ہے کہ وہ ان کے لباس کے خون آلوہ ہونے کے سبب بے طور عظیمہ ملا تھا، جب کہ شاہ نجاشیٰ کا عظیمہ دراصل ان کے اسلام کے خلعت خاص سے سرفراز کرنے کا تھا اور وہ نو مسلم کا حق بھی تھا۔ حضرت عمر بن العاصؓ کے دل میں صرف ایک دھن سوار تھی کہ کسی صورت میں وہ سید ہے بارگاہ نبوی میں پہنچ جائیں۔ باہر نکل کر انہوں نے رفقے و فد سے ضروری کام کا بہانہ بنایا اور سید ہے ساحلِ سمندر پر پہنچے اور ایک کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ شعییہ کی بندرگاہ پر اترے، اوٹ کی سواری کی اور مرالظہ ران سے ہوتے ہوئے مقام ہدہ پہنچ، تو دیگر قریشی قائدین و منصب دار حضرات خالد بن ولید مخدومی اور عثمان بن طلحہ عبدری رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہو گئی، جو اسلام لانے کے لیے مدینہ جا رہے تھے۔ یہاں کے ساتھ ہو گئے۔ یہ قافلہ ہدایت بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور آپؐ کے دست مبارک پر اسلام لایا۔ یہ حضرات خالد و عثمان رضی اللہ عنہما کا اولین قول اسلام تھا اور حضرت عمرؓ کا تائیدی، کہ اسلام تو انہوں نے حضرت نجاشیٰ کے دستِ حق پر پست پر قبول کیا تھا اور اسے اپنے رفقاء اور زمانے سے مخفی رکھا تھا۔

اوائل سنہ ۷ھ/۶۲۹ء میں حضرت نجاشیٰ کے ہاتھ پر ایک عظیم قائد قریش اور مدیرِ قوم کا اسلام لانا ایک سادہ واقعہ نہیں ہے، بلکہ وہ متعدد نبی اور سماجی جہات اور حکمتیں رکھتا ہے، جن سے بالعوم بحث نہیں کی جاتی۔ امامان سیرت و تاریخ ابن اسحاق و اقدي کی متفقہ روایت اور بعد کے دوسرے اہل سیرت و تاریخ کی تائیدی روایات سے ان کا ایک اندازہ ہوتا ہے:

- اول یہ کہ حضرت عمر بن العاصؓ اپنی تمام خالب اسلام سرگرمیوں، خاص کر غزوہات میں ناکامیوں کے سبب اسلام کے بارے میں سوچنے لگے تھے، خاص طور سے عظیم ترین اکابر قریش کے منظر سے ٹینے کے بعد کہ ان کے بقول ان کی قیادت کی سطوت اتنی تھی کہ اپنی فکر و داشت سے کام نہ لے سکے۔

- دوم: ان کے منظر سے روپوش ہونے کے بعد ان کو غور و فکر کا موقع ملا اور یہ احساس پختہ تر ہوتا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہبھال غالب آ کر رہیں گے۔

ماہنامہ علمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۸۲ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

- سوم: وہ تسلطِ محمدی اور غلبہ اسلام سے نجاشی کے راستے ڈھونڈتے رہے اور دین و ایمان اور حقایقِ محمدی کو سمجھنے کے باوجود جذبہ کو دباتے رہے۔
- چہارم: حضرت نجاشیؓ کے ہاتھوں مارکھانے کے بعد ذلت و رسولی کے شدید احساس نے ان کی مصنوعی حکمت و فراست کے پرچے اڑا دیے۔
- پنجم: یہ کہ ورقہ بن نوفل اسریؓ کی طرح حضرت نجاشیؓ کی تقدیمی بوتِ محمدی نے ان سے کفر کے پردے چاک کر کے ان کو داخلی اسلام کر دیا۔ [بُشَّرَيْه تحقیقاتِ اسلامی، علی گزہ]

حوالی و مراجع

- ابن اسحاق / ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، محمدی طباعت، قاہرہ ۲۰۰۶ء، ۲۰۷/۱ و مابعد؛ سیلی، الروض الانف، مرتبہ عبدالوکیل، قاہرہ، غیر مورخ، ۳/۲۰۳-۲۱۵ و مابعد؛ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر پیروت، ۱۹۵۷ء، ۱/۲۰۳-۲۰۸؛ ابن سید الناس، عیون الاشر، قاہرہ ۱۹۲۷ء، ۱/۱۵۸-۱۵۱؛ ابن کثیر، البداية والنهایة، مصر ۱۹۳۲ء، ۳/۲۲-۲۲۷؛ نیز بخاری / فتح الباری: ۷/۲۲۸-۲۳۸ و مابعد؛ بلاذری، انساب الاشراف، قاہرہ ۱۹۵۹ء، ۱/۱۹۸-۲۰۵
- ابن اسحاق / ابن ہشام، سیلی، بخاری، فتح الباری وغیرہ کے مباحث جو جسہ میں وارد روایات کا تجویز راقم نے اپنی کتاب 'مکی اسوہ نبوی' میں کیا ہے۔ نجاشی کے نام نامہ نبوی کا ذکر کمزوج محمد حمید اللہ نے طبری کے حوالے سے کیا ہے۔
- ابن ہشام، ۲/۳۴۰-۳۶۱؛ سیلی، ۳/۲۲۸ وغیرہ، فتح الباری، ۷/۲۳۷-۲۳۸ اور ۲۰۵-۲۰۸؛ ابن کثیر ۳/۷-۱؛ مولانا مودودی، سیرت سرور عالم، ۲/۵۹۲ و ۲۳۷ و مابعد، موالا ابن عساکر طبرانی۔
- ابن ہشام، ۱/۳۵۷؛ سیلی، ۳/۲۲۲؛ مولانا مودودی، ۲/۵۶۹؛ مکی اسوہ نبوی، ۱۲۰-۱۲۲ء
- ابن اسحاق / ابن ہشام، ۳/۲۲۹-۲۳۵ وغیرہ؛ مکی اسوہ نبوی، حوالہ سابق
- ابن اسحاق کے علاوہ بلاذری میں قریشی مہاجرین کی تعداد چالیس بیان کی گئی ہے۔ فتح الباری، ۷/۲۰۷ میں اس پر مزید بحث ہے۔
- حدیث بخاری (۳۲۳۰) میں حضرت ابو موسیٰ اشعربی کے مطابق ان کی قوم کے بضع و خمسین (۵۰) سے زائد) ثلاثة و خمسین (۵۳) یا اثنین و خمسین (۵۲) افراد کی تعداد تھی۔ کتاب المغازی، باب غزوة خیر، فتح الباری، ۷/۲۰۵-۲۰۷ و مابعد وغیرہ۔ بحث حافظ ابن حجر میں ۵۰ را اشعر یوں

کے علاوہ چھ افراد قیلہ / خاندان مک کے بھی ان کے ساتھ تھے، جو حافظ ابن منده کی اس روایت بخاری کا دروازہ طرف ہے اور یہے امام ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی تقطیق کی ہے۔ اصل روایت بخاری میں مردوں (رجال) کی تعداد اور ان میں بالعموم عورتوں اور پیشوں کو شامل نہیں کیا جاتا، جیسا کہ عرب راویوں، سیرت نگاروں اور محمد شین کرام کا عام طریقہ ہے۔ ابن سعد، ۱۶۸/۲، ۱۶۸، ۱۹۰، ۱۸۶، ۲۰۱۳ء، لاہور، مابعد میں ان کے وفود پر بحث ہے اور دوسرے معاملات پر بھی، خاص کر وفد الاشرافین میں پچاس اشعری اور صرف دو عکی مردان کار (رجال) کا ذکر ہے۔ ایسے اختلافات اور بھی ہیں، جن پر بحث کا یہ موقع نہیں ہے۔

-۸ حضرت عمرو بن امیہ ضمیری کے ایک سے زیادہ وفود لے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ وہ کلی دور سے مدنی دور تک کئی بار فرمائیں نبی دبر بخاری میں لے گئے تھے۔ ظہور احمد اظہر، شاہ جہش، خدمت نبی میں، ۱۸۶، ۱۹۰، ۲۰۱۳ء، لاہور، مابعد میں ان کے وفود پر بحث ہے اور دوسرے معاملات پر بھی، خاص کر حضرت بخاری کی خاطر مدارات اور تحفظ و مراعات پر۔

-۹ کلی اسوہ نبی، ۱۲۸-۱۳۱، جس کے مآخذ یہ ہیں: ابن کثیر، ۳/۰۷: فَإِنَّا أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَّهُ الَّذِي يَشَرِّبُ بَهِ عَيْسَىٰ، وَلَوْلَا مَا أَنْفَهَ مِنَ الْمَلَكَ لَأَتَيْهِ حَتَّىٰ أَقْبَلَ عَلَيْهِ، ۳/۲۷، برداشت حافظ البوقیم، ۳/۷۷ میں ان کی وصیت کی مسماۃ زیر کے لیے۔ بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب موت البخاری؛ فتح الباری، ۱/۲۲۱-۲۲۳، کتاب البخاری مختلف ابواب، مسلم، کتاب البخاری؛ نیز ابن ہشام، ۱/۳۶۱ و مابعد، سیمیلی، ۳/۳۸۸-۳۸۲ وغیرہ۔ نیز ظہور احمد اظہر کے دو ابواب، ۲۲-۸۷۔

-۱۰ قرآن مجید کی متعدد کلی اور مدنی آیات کریمہ میں انبیاء کرام کی بیشارتی اور ان کی کتابوں اور حجف میں آپ کا ذکر خیر ملتا ہے۔ جیسے سورہ فتح کی آخری آیت: ”مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“، سورہ حرف: ۶ میں بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام: وَبُشِّرًا بِرَسُولٍ يَاتِي مِنْ بَعْدِ اسْمُهُ أَحْمَدٌ؛ سورہ اعراف: ۱۵۷: ”... يَعْلَمُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْهُمْ فِي التُّورَةِ وَالْإِنْجِيلِ إِنَّهُ غَيْرُهُ۔ ابْنُ إِسْحَاقَ / ابْنُ ہَشَامَ، ۱/۱۵۲: صفت رسول اللہ من الانجیل؛ نیز اس کے بعد کتاب، ۱/۱۵۲، جوانیاء سے میثاق الہی کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت ورقہ بن نوفل اسدنی کی تصدیق رسالت محمدی ایک مصدقہ واقع ہے۔ دوسرے احتجاف میں سے بھی بعض نے اس کی تصدیق کی۔ حضرت ورقہ کے اسفارِ تلاش حق اور متعدد احبار و علماء سے ملاقاں اور دوسرے احتجاف کے اسفار بھی بحث کی جریبی کیا تھیں اسکے باعث ہے تھے۔ حضرت سلمان فارسی کے قول اسلام کے ضمن میں متعدد عیسائی علماء اور رہبان نے آپ کی آمد کی بشارت دی تھی اور اسی کی وجہ سے حضرت سلمان فارسی نے عرب کا رخ کیا تھا کہ اسی کے ایک مقام موعود پر رسول آخر الزمان کا ظہور ہوگا۔ ابْنُ ہَشَامَ، ۱/۱۵۶-۱۵۷: اور اسلام سلمان کے لیے، ۱/۱۳۲ و مابعد، بخاری / فتح الباری، کتاب مناقب الانصار۔

ماہنامہ علمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۸۳ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشیٰ کا کردار

۱۱۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام/ ۲۶-۲۷ نے میں نفر یا اس کے قریب کا ذکر کیا ہے اور بعض دوسرے مآخذ میں ۶۰ کی تعداد بھی ہے۔

۱۲۔ حوالہ سابق: ابن کثیر، ۱/۴۷-۹۰؛ مکی اسوہ نبوی، ۱/۱۳۱ و مایعد: ظہور احمد انہر، ۱۲۹-۱۲۶، بحوالہ ابن ہشام، ابن کثیر، سیر اعلام البلاء اور زرقانی وغیرہ۔ موصوف نے حسب معمول ان بحث میں بھی دوسرے اموری سیرت اور واقعات تاریخ سے بحث کی ہے، جوان کے جوش ایمانی کی عکاس ہے۔

۱۳۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام: ابن سعد، ۲/۳۷۱۔ ابو موسیٰ الاشرفی کے بارے میں صراحت کی ہے کہ وہ مکہ میں اسلام لائے، پھر ارض جشہ کو بھرت کی اور پھر دو کشتیوں والوں کے ساتھ خیر میں خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوسری روایت میں وصاحت ہے کہ وہ مکہ میں اسلام لانے کے بعد اپنے طلن میں کام کرتے رہے، پھر وہاں سے بحث پہنچے۔ اشتر یوں کی تعداد ۵۵ تھی: ۳۷۷/۳۔ ان کے ساتھ دویٰ حضرات بھی تھے۔

۱۴۔ بدؤی قبلی عرب میں مقامی مبلغین کرام اور داعیوں کے ہاتھ پر قبول اسلام کا ایک درختان سلسلہ ہے اور اس کے بعد چکنے ستارے میں: حضرت ابو ہریرہ دویٰ، حضرت عمرہ بن طفیل دویٰ کے خاندان والے، حضرت اشیح عبدالقیسیٰ اور ان کے برادرزادے۔ بحث کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب عبد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت، طبع دہلی ۱۹۸۵ء کا باب دوم۔

۱۵۔ مجیب اللہ ندوی، اہل کتاب صحابہ و تابعین، مطبع اعظم گرگھ، ص ۲ و مایعد اور حاشیہ: ۱-۲؛ مکی اسوہ نبوی، حوالہ سابق۔

۱۶۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام اور واقدی کی دو روایات بابت اسلام حضرات غلام شاہ میں رسول اکرمؐ کے ایک نامہ گرامی کا ذکر ہے۔ ابن سعد (۲/۲۲۳) نے لکھا ہے کہ عمرہ بن امیہ ضمریؐ کے بہ دست دونا میں بھی گئے تھے، جن میں الگ الگ دو مضامین تھے۔ حضرت عمر و ضمریؐ جنگ احمد کے بعد فوراً اسلام لائے تھے۔

اپنے روزانہ کے پروگرام میں

تفہیم القرآن سے آدھا گھٹھہ، گھٹھہ

..... قرآن کا مطالعہ بھی رکھیں

اس کے فوائد آپ کو بچشم سر خود نظر آئیں گے